بسنت......ایک غیر ضروری اور غیر اسلامی تہوار

اُردو ڈائجسٹ کے مدیر منتظم ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی سے

وقار ملک کا

مکالمہ

معزز قارئین! بسنت کے حوالے سے آپ معروف کالم نگار عطاء الحق قاسمی صاحب کے خیالات پڑھ چکے ہیں، جنہوں نے اس تہوار کو ایک موسمی تہوار قرار دیتے ہوئے اسے پاکستانی عوام کے لئے تفریح کا بہترین موقع کہا اور بسنت کے حوالے سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ اس کے فوائد ہی فوائد ہیں، اگر کوئی نقصانات ہیں بھی تو اس کی وجہ بسنت نہیں، بلکہ یہ اس کے اصولوں پر عملدر آمد کے فقدان کا نتیجہ ہے، جو اس تفریح کا تقاضا ہیں۔

ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی کے خیالات عطاء الحق قاسمی سے متضاد ہیں۔ انہوں نے اس تہوار کو ایک غیر ضروری، غیر اسلامی اور نقصانات کا منبع قرار دیا ہے۔ تو آیئے قارئین دیکھتے ہیں کہ ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی اپنے موقف کو درست ثابت کرنے کے لئے کن دلائل کا سہارا لیتے ہیں؟

O...... میرا ان سے پہلا سوال یہ تھا کہ آپ پاکستانی عوام میں ہر دل عزیز بسنت کے تہوار کو کس نظر سے دیکھتے ہیں؟ کیا آپ بھی اسے اکثریت کی طرح موسم کی تبدیلی کا جشن قرار دیتے ہیں یا پھر......

☆☆...... ڈاکٹر اعجاز حسن قریشی گویا ہوئے! وقار ملک صاحب موسم سرما کی تبدیلی کی وجہ سے خوشی کا احساس ان ملکوں کی ضرورت تو سمجھ میں آجاتی ہے، جہاں طویل عرصے تک موسم سرما رہتا ہے اور شدید موسم کی وجہ سے وہاں کے باسیوں کی سرگرمیاں گھروں تک محدود ہو کر رہ جاتی ہیں اور جونہی یہ موسم ختم ہونے لگتا ہے تو وہ خوشی مناتے ہیں اور اس خوشی کو منانے کے لئے مختلف اقوام نے مختلف انداز اپنا رکھے ہیں، مثلاً یورپ میں خاص طور پر جرمنی میں موسم سرما کے اختتام اور موسم بہار کی آمد پر ایک بہت بڑا جشن مسرت منایا جاتا ہے، جسے کارینوال کہتے ہیں۔ وہاں یہ جشن تقریباً ایک ماہ تک منایا جاتا ہے۔ اس جشن میں اس معاشرے کی گندگی اس وسیع پیمانے پر ابھر کر سامنے آتی ہے کہ جب اس جشن کے نتائج سامنے آتے ہیں تو اہل دانش چیخ اٹھتے ہیں، لیکن چونکہ ان کے ہاں کوئی اخلاقی ضابطہ یا مذہبی گرفت نہیں ہے، لہٰذا اس چیخ و پکار کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا اور یہ جشن مسرت یا جشن گناہ یا آپ اسے کوئی بھی نام دے لیں، زیادہ زور شور اور نئے انداز سے جلوہ گر ہوتا ہے۔

بدقسمتی سے ہمارے ملک میں بسنت کا یہ تہوار کسی موسم کی تبدیلی کا نتیجہ نہیں، کیونکہ ہمارے ملک میں طویل شدید سردی نہیں پڑتی، جس کے ختم ہونے پر غیر معمولی جشن منانا ضروری ہو۔ دوسری اہم بات میں یہ عرض کروں گا کہ ہم بحیثیت مسلمان ایک ایسے نظام حیات کو ماننے والے ہیں جو معاشرے میں بے راہ روی اور اخلاقی ذہنی آوارگی کو پسند نہیں کرتا، چنانچہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کے لئے بعض مذہبی تہواروں کا اہتمام کیا ہے، جیسے عیدین...... ان تہواروں کا مزاج بڑا دھیما، میٹھا اور ان اعلیٰ اقدار کو آگے بڑھاتا ہے، جن کے ذریعے معاشرے کے مختلف طبقات میں ہم آہنگی پیدا ہو، اتفاق اور محبت جنم لے، نہ کہ ایک طبقے کے نقصان سے دوسرے طبقے کا فائدہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ عیدالفطر کے موقع پر جو مسلمانوں کا ایک بہت بڑا تہوار ہے، اس میں امراء فطرانے کی صورت میں نہ صرف غرباء کی مدد کرتے ہیں اور ایک جگہ اکٹھے ہو کر اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں۔ اس روز سبھی اچھے کپڑے پہنتے ہیں، اچھے کھانے کھاتے ہیں، اور اپنے عزیز و اقارب کے ہاں ملاقات کے لئے جاتے ہیں، آپس کی رنجشیں دور کرتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ماننے والوں کو ہدایت کی ہے کہ کھاؤ، پیو مگر فضول خرچی نہ کرو۔ اس روز اس کا عملی مظاہرہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح مسلمان معاشرے کو ایک صحت مند رواج دیتے ہیں۔

عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کے جانوروں کی خرید کے ذریعے شہروں کی دولت دور دراز کے دیہاتوں میں پہنچائی جاتی ہے (کیونکہ اکثر قربانی کے جانور چھوٹے چھوٹے دیہاتوں سے آتے ہیں اور شہروں میں فروخت ہوتے ہیں) اسی طرح گوشت کا بیشتر حصہ غریب اور عزیز رشتہ داروں میں بانٹا جاتا ہے۔ ان تہواروں کے ذریعے اسلام اپنے ماننے والوں کے اندر تفریح کا ایک خاص انداز پیدا کرتا ہے۔ اس کے برعکس بسنت کی ساری سرگرمیاں اسراف پر مبنی ہوتی ہیں، جبکہ قیمتی جانوں کا نقصان اس کے علاوہ ہے اور لوگوں کا جو سکون غارت جاتا ہے، اس کا کسی صورت میں کوئی ازالہ ممکن نہیں۔ اس موقع پر بیماروں، بوڑھوں اور طلباء کو جو کوفت ہوتی ہے، اس کا مداوا کسی طرح سے بھی ممکن نہیں اور ساتھ ساتھ اگر کسی کے ہاں فوتیدگی ہوگئی ہے تو یہ بسنت ان کے زخموں کو اور ہرا کر دیتی ہے۔

O...... اگر غور سے دیکھا جائے تو بسنت امیروں سے زیادہ غریبوں کی تفریح دکھائی دیتی ہے، کیونکہ غریب امیروں سے کئی گنا زیادہ تعداد میں بسنت منا رہے ہوتے ہیں اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ ان پر کسی قسم کا مالی بوجھ بھی نہیں پڑتا، غریب آدمی تو لوٹی ہوئی پتنگ اور ڈور سے اس تفریح میں بآسانی شریک ہو جاتا ہے؟

☆☆...... یہ کہنا درست نہیں ہے کہ یہ غریب عوام کی تفریح ہے، بلکہ اس کے برعکس اسے امیروں کے چونچلے کہا جائے تو بہتر ہوگا۔ جن لوگوں کے پاس غلط ذرائع سے دولت آگئی ہے، وہ اس دولت کا اظہار کرنے کے لئے مختلف انداز اختیار کرتے ہیں، اس موقع پر ڈھول ڈھمکوں کے علاوہ کھانے پینے کا ضیاع اور نمود و نمائش، خاص طور پر اداکاراؤں کی آمد کیا ظاہر کرتی ہے؟

جہاں تک یہ کہا جاتا ہے کہ بسنت کے موقع پر غریب آدمی پر کوئی مالی نہیں بوجھ پڑتا کیونکہ وہ لوٹی ہوئی پتنگ اور ڈور سے اپنا شوق پورا کرتا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ یہ بڑی دردناک صورت حال ہے، اس سے غریبوں میں محنت کی بجائے "لوٹ" کا جذبہ جنم لیتا ہے۔ کئی مواقع پر غریب غریب ہی سے ہاتھاپائی کے دوران بری طرح زخمی ہو جاتے ہیں، اسی لوٹ مار کے نتیجے میں بار بار بجلی فیل ہوتی ہے، جس سے جہاں گھریلو صارفین کو شدید اذیت ہوتی ہے، وہاں کاروباری حلقوں کو بہت زیادہ مالی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

O...... آپ بسنت کو تفریح نہیں سمجھتے، مگر یہ تو فرمایئے کہ آپ کی نظر میں وہ کون سی ایسی تفریحات ہیں، جنہیں آج کا غریب شہری مالی وسائل پر بوجھ پڑے بغیر بآسانی منا سکتا ہے؟

☆☆...... آپ نے تفریح کی بات کی ہے۔ اس ضمن میں اسلام نے ہمیشہ صحت مند تفریح کے لئے ابھارا ہے۔ آپ ایسے کھیل کھیلیں جن سے آپ جسمانی اور ذہنی ورزش کے علاوہ لطف اندوز بھی ہوں۔ آپ کبڈی کھیلیں، یہ ورزش بھی ہے اور تفریح بھی۔ آپ قرأت، نعت اور قوالی سنیں تو آپ کو مثالی راحت ملے گی۔ اصل بات یہ ہے کہ جب آپ ذہنی طور پر پاکیزہ تفریح کو اہمیت نہیں دیں گے تو یقیناً وہ تفریح تفریح نہیں رہے گی۔

O...... آپ نے ابتداء میں بسنت میں ہونے والے جانی نقصانات کی بات کی ہے، جس کی ہر سال اوسطاً تعداد آٹھ سے دس ہوتی ہے، مگر ہر سال ٹریفک کے حادثات میں بھی تو ہزاروں افراد مارے جاتے ہیں۔ تو کیا اس کے نتیجے میں ٹریفک بند کر دی جانی چاہئے یا پھر ٹریفک کے اصولوں پر عمل درآمد کروانا چاہئے؟

☆☆...... دیکھئے! اگر آپ پتنگ بازی کو ایک کھیل کی حیثیت میں کھیلنا چاہتے ہیں تو ضرور کھیلیں اور جیسے دنیا کے ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے کہ آپ اسے کھلے میدانوں میں اور خاص تاریخوں پر کھیلیں تاکہ گھروں کی چھتوں پر پتنگیں اڑانے سے جو جانی نقصانات ہوتے ہیں اور جو مصائب جنم لیتے ہیں، ان سے نجات مل سکے۔

O...... کیا یہ بسنت کے تہوار کا کم فائدہ ہے کہ اس کی وجہ سے ہزاروں پتنگ فروش، ڈور فروش اور اشیائے خورد و نوش کا کاروبار کرنے والوں کو معقول ترین آمدنی ہوتی ہے۔ ملک میں اقتصادی سرگرمیاں تیز ہو جاتی ہیں، جس سے روزگار کے نئی اور نئے مواقع جنم لیتے ہیں؟

☆☆...... کیا آپ کو علم ہے کہ ڈور میں استعمال ہونے والا اکثر دھاگہ ہندوستان سے آتا ہے، اس طرح ہمیں فائدہ کم اور ہندوستان کو زیادہ پہنچا ہے اور اکثر لوگ جو ڈور اور پتنگ کا کاروبار کرتے ہیں، وہ بہت بڑے بزنس مین ہیں اور غریب آدمی صرف برائے نام دیہاڑی پر کام کرتا ہے۔

O...... اگر بسنت ملک و قوم کے لئے اس قدر نقصان دہ ہے تو پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ تہوار مدہم پڑنے کی بجائے ہر سال اور زیادہ جوش و خروش سے منایا جانا شروع ہو گیا ہے؟

☆☆...... ہمارے معاشرے میں شوبز، اخبارات اور ٹیلی ویژن کے ذریعے جو رجحان پیدا کیا جا چکا ہے، یہ اس کا نتیجہ ہے کہ اب برائی برائی نہیں بلکہ فیشن بن گیا ہے اور اس کے اجارہ داروں نے بڑے منظم طریقے سے، اپنی شاطرانہ چالوں کے ذریعے عوام کے ذہنوں کو ماؤف کر دیا ہے، اس وقت دنیا بھر جہاں بھی گندہ لٹریچر دستیاب ہے، اس کے پیچھے یہودی سرمایہ دار ہیں، جو ایک مشن کے تحت یہ کام کر رہے ہیں۔ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ یہ لٹریچر دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ کیا اس لٹریچر میں اضافہ اس بات کی تائید کرتا ہے کہ یہ لٹریچر عوام کے لئے ضروری ہو گیا ہے؟ یا پھر ہمیں اپنی اصلاح کے لئے فکر مند ہونا چاہئے۔

O...... ڈاکٹر صاحب! اب آخر میں یہ فرمایئے کہ بسنت کے حوالے سے نقصانات اور عوامی جوش و خروش کے تناظر میں آپ پاکستان میں اس تہوار کا مستقبل کیا دیکھتے ہیں؟

☆☆...... اگر آپ نے بسنت کے تہوار کو منانے کی اسی طرح اجازت دیئے رکھی تو یہ بڑھتے بڑھتے تمام شہروں اور دیہاتوں کو اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور اس سے جو آوارگی اور اسراف ہوگا، اس کو روکنا ناممکن ہو جائے گا۔

آج جبکہ ہندوستان ہماری سرحدوں پر فوجیں کھڑی کئے ہوئے ہے اور ہمیں للکار رہا ہے، ہمیں غیر مسلموں کا یہ تہوار مناتے ہوئے نہ کوئی غیرت آ رہی ہے اور نہ شرم۔ اگر ہم یہی کروڑوں روپے جو پتنگ بازی کی نذر کر رہے ہیں، اس کو پاک سرزمین کے دفاع کے لئے خرچ کریں تو ہماری بہت سی مشکلات دور ہو جائیں گی اور دنیا بھر میں ہم ایک باوقار قوم بن کر ابھریں گے۔ ورنہ مورخ ہمیں ایک چھچھوری اور غیر سنجیدہ قوم کی حیثیت میں یاد رکھنے پر مجبور ہوگا۔ ☆

بسنت اور پتنگ بازی

حافظ ابرار الرحمٰن طلحہ

بسنت سنسکرت کا لفظ ہے جس کا مطلب ہے بہار۔ جب موسم سرما رخصت ہونے لگے سرسوں کے پھول کھل اٹھیں تو یہ موسم بسنت رت کہلاتا ہے مثل مشہور ہے "آئی بسنت پالا اڑنت" اسی موسم کی مناسبت سے پیلے رنگ کو بسنتی رنگ کہتے ہیں۔

موسم بہار یا بسنت رت ہر معاشرے میں خصوصی اہمیت کا حامل رہا ہے چونکہ موسم میں اعتدال ہوتا ہے پھول کھل اٹھتے ہیں۔ فصل پک جاتی ہے قدیم دور کا انسان اسکی آمد پر بہت خوش ہوتا۔ وہ سمجھتا کہ بہار کی آمد میں دیوتاؤں کی مہربانی کارفرما ہے چونکہ تمام اعتقادات دیوی، دیوتاؤں سے ہی منسوب تھے اس لئے وہ دیوی دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لئے مختلف انداز سے اپنی مذہبی رسومات بجالاتا۔

ہندو مذہب کے معتقدات، رسومات، میلوں اور دیگر مذہبی تہواروں کا ذکر کرتے ہوئے مسلمان مورخ "البیرونی" لکھتے ہیں کہ "عید بسنت" بیساکھ میں منائی جاتی ہے اس مہینے استواء ربیعی ہوتا ہے جس کا نام بسنت ہے۔

حساب سے (جوتش اور علم نجوم کے ذریعے) اس وقت کا پتہ لگا کر اس دن عید کرتے ہیں اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں۔ ہندوؤں کی قدیم تاریخ ثابت کرتی ہے کہ بسنت اور پتنگ کا باہم کوئی تعلق نہیں تھا۔ پتنگ بازی کے ایک حامی کا لکھنا ہے کہ مستند روایت یہی ہے کہ اس کی ابتداء چین سے ہوئی۔ تاریخ دانوں کا خیال ہے کہ چین اور کوریا سے آنے والے بدھ پادریوں نے اسے مذہبی میلوں میں متعارف کروایا۔ چنانچہ بدھ مت چینی اور جاپانی لوگ ایک خاص دن پتنگ بازی کا جشن مناتے ہیں چین میں ہر سال 9 ستمبر کو اور جاپان میں 5 مئی کو پتنگ بازی کا دن منایا جاتا ہے۔

ایک ہندو مورخ ایس پی بخار تھے اپنی ایک کتاب " Mughal's punjab the later" میں لکھا ہے کہ 1759ء تا 1709ء پنجاب کا گورنر ذکریا خان تھا۔ انہی دنوں ایک کھتری لڑکے "حقیقت رائے باگھ مل پوری" نے سرور کائنات حضرت محمدؐ کے خلاف دشنام طرازی کی۔ معاملہ عدالت تک پہنچ گیا مسلمان قاضی نے اسے سزائے موت سنائی چنانچہ گھوڑے شاہ میں اسے پھانسی دی گئی۔ یہ سال 1734ء کا واقعہ ہے اور بعد ازاں خالصہ کمیونٹی نے آخر کار اس کا انتقام تمام مسلمانوں کو جو اس واقعہ سے متعلق تھے انتہائی بے دردی سے قتل کر کے لیا"

اسی کتاب میں صفحہ نمبر 279 پر ڈاکٹر ایس پی بخار رقم طراز ہیں۔ "پنجاب میں بسنت کا میلہ اسی "حقیقت رائے" کی یاد میں منایا جاتا ہے۔ پتنگ بازی اور ڈور سازی کے ادارے کے ایک مالک نے بتایا کہ صرف لاہور میں بسنت پر زندہ دلان لاہور پچاس کروڑ روپے صرف کرتے ہیں ایک محتاط اندازے کے مطابق سال بھر میں لاہور میں ہی ایک ارب روپے سے زائد رقم اس مد میں ضائع ہوتی ہے۔

قارئین غور کیجئے! جس ملک کے ذمے 92 ارب ڈالر قرض ہو چکا ہو جس کا ہر فرد 2000 روپے کا پیدائشی مقروض ہو کیا ایسی قوم کو اپنا اربوں روپیہ صرف کاغذ تنکوں کے کھیل کھیلنے میں اڑا دینے چاہیں؟ ملک میں آئے روز بے روزگاری سے تنگ آ کر خودکشی کے واقعات رونما ہو رہے ہیں جہاں غریب اور مفلس لوگ اپنا پیٹ بھرنے کے لئے کوڑے میں پھینکی گلی سڑی چیزیں کھانے پر مجبور ہوں۔ وہاں جشن بہاراں یا بسنت کے نام پر ارباب حکومت اور امراء، سیاسی وڈیرے اور جاگیر دار اعلیٰ ہوٹلوں میں ڈانس، شراب، موسیقی اور پتنگ بازی پر اربوں روپیہ اڑا دیں؟

پتنگ بازی کے لئے زیادہ تر ڈور سمگل ہو کر پاکستان میں آتی ہے چار پانڈا، سات پانڈا، آٹھ پانڈا، ایک ریچھ، دو ریچھ، پانچ ریچھ، سات ریچھ، دو مچھلی، پانچ مچھلی اور آٹھ مچھلی زیادہ مشہور اور پسندیدہ ہیں پہلے بھارت سے زیبرا اور پانے منولا کے دھاگے بھی آتے تھے اور وہ اچھے جانے جاتے تھے۔ پانڈا مضبوط ترین ڈور ہے کیونکہ اس کی موٹائی زیادہ ہوتی ہے۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ آخر خالی پتنگ اڑانے میں کیا حرج ہے؟ بظاہر یہ دلیل کچھ اچھی لگتی ہے لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے اسلام میں صرف وہ امور جائز ہیں جن میں کوئی نہ کوئی اخروی فائدہ موجود ہو یا وہ اخری فائدے کے حصول کا ذریعہ ہوں۔ اگر یہ مقاصد نہ ہوں تو یہ کام کھیل کود تماشا ہیں قرآن حکیم نے لھو لعب کی مذمت کی ہے کھیلوں میں بھی یہی اصول کارفرما ہے۔ جو کھیل انسان میں چستی، توانائی، شجاعت اور ذہانت پیدا کرتے ہیں ان میں حاصل کی ہوئی مہارت کا غالب حصہ دفاع مال، دفاع آبرو، یا دفاع ملت میں کام آ سکتا ہے۔ اگر بہار کا جشن ہے تو بھی غیر مسلموں کا شیوہ ہے کہ وہ کسی موسم کی آمد پر جشن منائیں۔ اگر یہ صرف خوشی ہے تو اسلام نے دو عیدوں کے علاوہ کسی جشن کی اجازت نہیں دی۔ اگر یہ میلہ مویشیاں و اسپاں ہے تو بھی یہ غیر مسلموں کی نقل ہے بلکہ یہ بھی میلہ بسنت ہی کا حصہ ہے۔ خود اسلامی تہواروں میں مذہبی عنصر کو بنیادی اہمیت حاصل ہے اسلام نے انہیں دوسری اقوام کے تہواروں کی طرح موسم سے نہیں بلکہ عبادت سے جوڑا ہے چونکہ اسلامی تہوار قمری تقویم کے مطابق ہیں اس لئے سال کے ہر موسم میں بدل کر آتے ہیں یوں ان کا تعلق موسم سے خود بخود کٹ جاتا ہے۔ اسلام میں جشن یا تہوار منانے کے صرف دو ایام ہیں "عید الفطر اور عید الاضحی"۔

بسنت کیا ہے؟

Festival 11-3-02 ذرا سوچئے

ہمارا خیال ہے کہ جب کوئی قوم اپنے مذہب، مذہبی اقدار اور قومی غیرت و حمیت سے تہی دست ہو جاتی ہے تب اسے اپنی شناخت معلوم کرنے کیلئے یہ ضرورت پیش آتی ہے کہ قارئین سے رائے لے کر اس نتیجے پر پہنچے کہ ہم حقیقت میں کون ہیں؟......... آیا بسنت ہندوانہ تہوار ہے یا پاکستانی ثقافت؟

موقف: بسنت خالصتاً ہندوانہ تہوار ہے۔ یہ پاکستانی ثقافت کا حصہ ہرگز نہیں ہے۔ اسی طرح اس موقع پر بسنتی جوڑا پہننا ہندوانہ ذہن اور سوچ کی عکاسی کرتا ہے۔ جس کی وضاحت کچھ یوں ہے:

1۔ ترقی اردو بورڈ کراچی حکومت پاکستان کا ایک علمی ادارہ ہے۔ اس ادارہ نے "اردو لغت" کے نام سے ایک ڈکشنری ترتیب دی ہے جو بے حد معتبر کہلاتی ہے۔ اس میں لفظ "بسنت" کے آگے لکھا ہے:
"(ہندو) چندر توں سے پہلی رت جب آفتاب برج حمل و حوت میں ہوتا ہے مارچ سے آخری مئی تک رہتا ہے (ہندو اس کی آمد کا تیوہار مناتے اور بسنتی لباس پہنتے ہیں)"

2۔ البیرونی کی کتاب "الہند" باب: 72 میں عیدین اور خوشی کے دن کے تحت بسنت کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "اس مہینہ میں استوائے ربیعی ہوتا ہے، جس کا نام بسنت ہے۔ اس کے حساب سے اس وقت کا پتہ لگا کر اس دن عید کرتے ہیں اور برہمنوں کو کھلاتے ہیں، دیوتاؤں کی نذر چڑھاتے ہیں"

3۔ روزنامہ نوائے وقت 4 فروری 1994ء میں شائع شدہ ایک تجزیہ سے بھی پتہ چلتا ہے کہ بسنت خاص ہندوانہ تہوار ہے اور یہ ایک ہندو طالب علم "حقیقت رائے" کو رسول اللہ ﷺ کی شان میں گستاخی کی سزا ملنے اور پھانسی لگنے پر اس کا میلہ منانے سے شروع ہوا۔

4۔ وقت کا ضیاع: بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وقت کے اس ضیاع کے متعلق سوال ہوگا۔

5۔ مال کا ضیاع: یقیناً جو مال ہماری جیبوں میں ہے وہ اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، جس کے غلط مصارف پر ہم سے پوچھ ہوگی۔

6۔ امن و امان تباہ کرنے والا تہوار: اس سے پڑوسیوں کی تنگی واضح ہے، بے پردگی اور مریضوں کو تنگ کرنے کے واضح مواقع ہیں۔

7۔ اس کے علاوہ اسلامیہ پارک، سمن آباد میں رہنے والے انجینئر اشفاق اور ان کی اہلیہ سے بھی رائے لے لی جائے، جن کا پانچ سالہ بچہ جوان کے ساتھ موٹر سائیکل پر آگے بیٹھا ہوا تھا اس دن ڈور گلے پر پھر جانے سے اس کی گردن تن سے جدا ہو گئی تھی۔ یقیناً ان کی رائے بھی اس دن کی حقیقت واضح کرے گی۔

نوائے وقت ایک علمی اور تحریکی فورم ہے، جس کا کردار ہمیشہ مثبت رہا ہے اور جس کی آواز اسلام اور مسلمانوں کی ترجمان ہے۔ اس پر ہم نوائے وقت کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ نیز ہم یہ توقع بھی رکھتے ہیں کہ آپ امت مسلمہ، بالخصوص پاکستانی قوم کی فکری راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں گے۔ امید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

شعبہ تحقیق و تصنیف دار السلام 50 لوئر مال لاہور

بسنتی جوڑے پہننا ہندوانہ تہذیب کا حصہ ہے
اس کا پاکستانی یا اسلامی کلچر سے کوئی واسطہ نہیں ہے

رضوان بن کوثر چک اگو کے مطابق اس تہوار کی ابتداء ہندوؤں سے ہوئی ہے اور اس کی ابتداء کا ایک خاص پس منظر بھی ہے کہ ایک شخص توہین رسالت کا مرتکب ہوا تھا۔ عدلیہ سے سزا پانے کے بعد اسے قتل کر دیا گیا۔ ہندوؤں نے اسے ایک یادگار کے طور پر منانا شروع کر دیا جو آج تک "باوے دی مڑھی" کے مقام پر بصورت میلہ جاری و ساری ہے۔ بسنت کی تقریبات کے موقع پر مخصوص رنگ کے بسنتی لباس پہننا کفار کی نقالی ہے۔

ایم یعقوب خان فیصل ٹاؤن لاہور سے لکھتے ہیں کہ بسنت (اگر اس کو تہوار کا نام بھی دیا جائے) خالصتاً ہندوانہ جذبوں کی عکاسی کرتا تھا۔ افسوس صد افسوس۔ اللہ کی نعمت پاکستان کی صورت میں عطا ہونے کے بعد یہاں کے مسلمان نودولتیوں نے اپنے سفلی جذبات کی تسکین کیلئے اس "ہندوانہ تہوار" کو وہ مقام عطا کیا جس کا آج کا بھارتی ہندو تصور بھی نہیں کر سکتا اور ہم اسے پاکستانی ثقافت کا نام دے کر کفران نعمت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

اقبال حسین امرسدھو لاہور سے لکھتے ہیں کہ بسنت ایک خالص ہندوانہ مذہبی تہوار ہے۔ برصغیر میں ہزار سالہ مسلمان حکمرانوں کے دور میں شاید ہی کبھی مسلمانوں نے یا کسی مسلم حکمران نے بسنت کو مسلم تہوار یا موسمی تہوار کے طور پر منایا ہو۔ پیلا رنگ ہندو مذہب کے ساتھ خاص ہے بلکہ یہ ہندو مذہب کا علامتی رنگ ہے۔ ہندو پنڈت، مذہبی پیشوا اور سادھو پیلے کپڑے اسی بنا پر پہنتے ہیں۔ حکومت پاکستان کا یہ موقف کہ بسنت ایک خالص [illegible]

سال تو ٹی وی نے اس ہندوانہ تہوار کی خوب سرپرستی کی۔ مکرمی و محترمی پاکستانی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ مشرک قوم کے تہوار منائیں جو ایک شاتم رسول "حقیقت رائے" کی یاد میں منایا جاتا ہے۔

فضل احمد بھٹی لاہور کے مطابق حکومت کی سربراہی میں ایک ہندوانہ رسم اس زور شور سے منانا سمجھ سے بالاتر ہے۔ غیر ملکی آقاؤں کو خوش کرنے کیلئے بسنت نائٹ اور فیملی فیسٹیول کی آڑ میں جو فحاشی اور بے حیائی ہم پھیلا رہے ہیں کیا مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا مذہب اس کی اجازت دیتا ہے۔

صنوبر وحید اچھرہ لاہور سے لکھتی ہیں کہ جس ہندو قوم سے چھٹکارا پانے کیلئے ہمارے آباؤ اجداد نے بیش بہا قربانیاں دیں اور ایک علیحدہ مسلم مملکت کا وجود ممکن بنایا وہ سب رائیگاں جاتا نظر آ رہا ہے۔ دوسری قوموں کے تہوار منا کر ہماری پاکستانی قوم کو نجانے کیسی دلی تسکین ملتی ہے۔ ہم نے کبھی یہ سوچنے کی کوشش ہی نہیں کی کہ دوسری اقوام میں سے آج تک کسی نے ہمیں خوش کرنے کیلئے بھی ہماری کسی روایت کو اپنایا ہے۔

اظہر خان لاہور کے مطابق بسنت ایک ہندوانہ تہوار ہے۔ یہ ہماری ثقافت کا ہرگز حصہ نہیں ہے۔ حکومت کی سرپرستی غیر ضروری ہے۔ 55 سال سے آج تک کسی پاکستانی حکومت نے اس کی سرپرستی نہیں کی۔ بسنتی جوڑے پہن کر گھروں کی چھتوں پر خواتین کا بھنگڑا ڈالنا اور رقص کرنا ہماری کسی روایت، ثقافت یا اسلام کا حصہ نہیں۔ جو قوم [illegible]

[illegible] لاہور سے لکھتے ہیں کہ بسنت ایک خالص ہندوانہ مذہبی تہوار ہے۔ برصغیر میں ہزار سالہ مسلمان حکمرانوں کے دور میں شاید ہی کبھی مسلمانوں نے یا کسی مسلم حکمران نے بسنت کو مسلم تہوار یا موسمی تہوار کے طور پر منایا ہو۔ پیلا رنگ ہندو مذہب کے ساتھ خاص ہے بلکہ یہ ہندو مذہب کا علامتی رنگ ہے۔ ہندو پنڈت' مذہبی پیشوا اور سادھو پیلے کپڑے اسی بنا پر پہنتے ہیں۔ حکومت پاکستان کا یہ مؤقف کہ بسنت ایک خالص موسمی تہوار ہے کسی طرح بھی درست نہیں۔

محمد اسلم گلبرگ لاہور سے لکھتے ہیں کہ پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے قبل ہندو اپنے تین تہوار دیوالی' دوسہرہ اور بسنت بڑی دھوم دھام سے مناتے تھے اور مسلمانوں کے بھی تین بڑے بڑے تہوار تھے۔ عیدالفطر' عیدالاضحی اور شب برات۔ مسلمانوں نے نہ تو قبل از پاکستان اور نہ ہی پاکستان بننے کے بعد سالہا سال تک یہ ہندوانہ تہوار منایا۔ ہمارا تو اس سے دور کا بھی واسطہ نہ تھا۔ یہ بسنت منانے کا مرض چند سال سے شروع ہوا ہے۔ اس ہماری کسی روایت کو اپنایا ہے۔

اظہر خان لاہور کے مطابق بسنت ایک ہندوانہ تہوار ہے۔ یہ ہماری ثقافت کا ہرگز حصہ نہیں ہے۔ حکومت کی سرپرستی غیر ضروری ہے۔ 55 سال سے آج تک کسی پاکستانی حکومت نے اس کی سرپرستی نہیں کی۔ بسنتی جوڑے پہن کر گھروں کی چھتوں پر خواتین کا بھنگڑا ڈالنا اور رقص کرنا ہماری کسی روایت' ثقافت یا اسلام کا حصہ نہیں۔ جو قوم یوٹیلٹی بل دینے سے پریشان ہے۔ اس قوم کے بسنت منانا زخموں پر نمک چھڑکنے کے برابر ہے۔

فضل حمید لاہور سے لکھتے ہیں کہ ہندوپاک کی ثقافتی تاریخ کے مطالعے سے صاف ظاہر ہے کہ بسنت ہندوانہ تہوار ہے۔ اسے پاکستانی ثقافت کا حصہ بنانا بالکل غلط ہے۔ اس بیہودہ رسم کو جلد از جلد ختم کیا جائے۔

ظفر علی روڈ لاہور سے پروفیسر عامر عزیز لکھتے ہیں کہ بسنت یقیناً ہندوانہ تہوار ہے۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ حکومت کا اسے "موسمی" قرار دینا بالکل غلط ہے۔

پاکستانی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ مشرک قوم کے تہوار منائے

بسنت کو زبردستی مسلم معاشرے میں رواج دینے کی حکومتی کوشش قابل مذمت ہے

محمد اکرم رانجھا ایڈووکیٹ لاہور لکھتے ہیں کہ رائے کی یاد میں ہندوانہ تہوار منانا کہاں اور کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ اس ہندوانہ تہوار کو صنف نازک کے بناؤ سنگھار کے ساتھ خوبصورت جوڑے پہننا یا پہنانا خالصتاً یہود و ہنود کی سازش ہے۔ افسوس کہ ہماری حکومت بھی اسی رو میں بہہ نکلی۔

حاجی محمد عاتق' اچھرہ لاہور سے لکھتے ہیں کہ بعض عناصر رقص و سرود اور بسنت جیسے ہندوانہ فضول خرچی کے تہوار کو اسلامی ثقافت کا حصہ قرار دے کر عوام کو گمراہ کر رہے ہیں۔ ہماری قیادت غیر ملکی اسلام دشمن آقاؤں کی خوشامد میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھی پس پشت ڈال چکی ہے۔ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت پوری قوم کو فحاشی اور بے راہ روی کے راستے پر گامزن کر دیا گیا ہے۔ ہماری قیادت غیر ملکی اسلام دشمن آقاؤں کی خوشامد میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھی پس پشت ڈال چکی ہے۔ ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت پوری قوم کو فحاشی اور بے راہ روی کے راستے پر گامزن کر دیا گیا ہے۔ جس قوم کے دل و دماغ سے اغیار' حمیت و غیرت نہ نکال سکے اسی کے اخلاق و کردار کو اپنے ہی نقصان پہنچا رہے ہیں اور یہ تمام خرافات حکومت کی سرپرستی میں انجام دی جا رہی ہیں۔ ایک ایسے غریب ملک میں جہاں غربت اور افلاس کے ہاتھوں مجبور لوگ خودکشی کرنے پر مجبور ہوں کشمیر فلسطین وغیرہ میں مسلمانوں پر کفار نے عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہو اور بے گناہوں کے خون سے ہولی کھیلی جا رہی ہو۔ ایسے میں بسنتی جوڑے پہن کر مخلوط ناچ اور بھنگڑہ بے حمیتی اور بے شرمی سے ہی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم نے موجودہ روش نہ بدلی اور دین کا اسی طرح مذاق اڑاتے رہے تو ڈر ہے کہ خدا تعالیٰ ہمیں پھر کسی امتحان میں مبتلا نہ کر دے۔

چک نمبر 7 آئی آر فوجیاں' رینالہ خورد سے محمد زبیر' مسرت حمید اور مجتبیٰ عالمگیر لکھتے ہیں کہ ہماری رائے میں بسنت قطعاً ہندوانہ تہوار ہے۔ پاکستانی ثقافت یا جشن بہاراں کے طور پر ثابت کرنا حکومت اور ان لوگوں کی بھونڈی کوشش ہے جن کا حکومت کے زیر کنٹرول ذرائع ابلاغ پر قبضہ ہے۔ بسنتی جوڑے پہننا پاکستان بننے سے قبل سکھ اور ہندو عورتوں کا وطیرہ تھا جو سرسوں کو پھول لگنے پر وہ کسی دیوی کی تقلید میں پہنتی تھیں۔